تَسلِيَةُ نُفُوسِ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ عِندَ فَقدِ الأَطفَالِ

بنام

فوت شدہ بچوں کے والدین کے لیے تسلی کا سامان

تالیف
امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی ۷۹۵ھ)

مترجم
ابوالقاسم محمد عمیر رضا العطاری المدنی

جمعیّت اِشاعت اہلسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

تَسْلِيَةُ نُفُوْسِ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ عِنْدَ فَقْدِ الْأَطْفَالِ

بنام

فوت شدہ بچوں کے والدین کے لیے تسلی کا سامان

تالیف

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۷۹۵ھ)

مترجم

ابو القاسم محمد عمیر رضا العطاری المدنی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

رابطہ: 021-32439799

نام کتاب : تَسْلِيَةُ نفُوْسِ النِّسَاءِ وَالرِّجَالِ عِنْدَ فَقْدِ الْأَطْفَالِ

تالیف : امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم : ابوالقاسم محمد عمیر رضا العطاری المدنی

سن اشاعت : ذوالقعدہ 1436ھ۔ ستمبر 2015ء

سلسلۂ اشاعت نمبر : 257

تعداد اشاعت : 4500

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

پیش لفظ

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم

ایک مشہور قول ہے کہ "صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے"۔ اور قرآن کریم ناطق ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے، کسی کے انتقال پر صبر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ اولاد وہ چیز ہے کہ جس کے حصول کے لئے انسان بے چین اور نہ ملنے پر بے قرار رہتا ہے۔ اسی لئے اگر بچہ پیدا ہوا اور پھر وہ فوت ہو جائے تو یہ صدمہ والدین کے لئے ناقابل برداشت حد تک گراں گزرتا ہے۔ اُس وقت جو والدین صبر کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا اجر رکھا ہے، پس یہ رسالہ اسی بارے میں ہے جو علامہ ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ کی تصنیف ہے اور جسے علامہ ابو القاسم محمد عمیر رضا العطاری المدنی نے اردو زبان میں منتقل کر کے تخریج و تحقیق کے بعد عوام المسلمین کے فائدے کے لئے پیش کیا۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) قارئین کے لئے مفید جانتے ہوئے اسے اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۲۵۷ پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی قبر پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے اور مترجم کو علم دین کی خدمت کی مزید توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دار الحدیث والافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اللہ عزّ وجلّ نے قرآن مجید میں صبر کرنے والوں کے فضائل کئی مقامات میں ذِکر کئے ہیں اور قرآن مجید میں ستر سے زیادہ مقامات پر صبر اور صابرین کا ذِکر کیا گیا ہے اور اکثر درجات اور بھلائیوں کی نسبت صبر کی طرف کی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا﴾ (١)

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے (راہنمائی کرتے) جبکہ انھوں نے صبر کیا۔

صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی متوفی ۱۳۶۷ھ مذکورہ آیت کریمہ کے حصّے ''جبکہ انہوں نے صبر کیا'' کے تحت فرماتے ہیں: اپنے دین پر اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر، نیز بطورِ فائدہ ارشاد فرمایا: اس سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ امامت وپیشوائی ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (٢)

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔

صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی مذکورہ آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی ان کی ادنیٰ سی ادنیٰ نیکی پر بھی وہ اجر وثواب دیا جائے گا جو وہ اپنی اعلیٰ نیکی پر پاتے۔

۱۔ السجدۃ: ٢٤/٣٢

۲۔ النحل:١٦/٩٦

اور مصیبتوں پر صبر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ مَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ (۳)

ترجمہ کنزالایمان: کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا۔

آیت کریمہ کے اس حصے ''اور جو اللہ پر ایمان لائے'' کی وضاحت کرتے ہوئے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مفتی محمد سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی ''خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں ''اور جانے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے اور وقت مصیبت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور اللہ کی عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرے۔'' اور ''اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی کہ وہ (بندہ) اور زیادہ نیکیوں اور طاعتوں میں مشغول ہوگا۔

مذکورہ آیات مبارکہ کے علاوہ بھی قرآن کریم میں کئی مقامات پر صبر کرنے کی اہمیت و فضیلت کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا۔

علماء کرام نے صبر کی مختلف اقسام کو بیان فرمایا مثلاً عبادت کی ہر مشقت کو برداشت کرنا، گناہوں پر قدرت کے باوجود اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھنا نیز صبر کی ایک معروف قسم ''مصیبتوں پر صبر'' کرنا بھی ہے بالخصوص اس تیسری قسم کے صبر کے بارے میں کثیر احادیث طیبہ وارد ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ، حَتّٰی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا، اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ (٤)

یعنی، بندہ مؤمن کو جو بھی بلاء و بیماری، رنج و غم، اذیت و مصیبت و غم پہنچتی ہے حتی کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے، اللہ عزوجل اس کے سبب اس شخص کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۳۔ التغابن: ٦٤/١١

٤۔ صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب حاء فی کفارة المرض، برقم: ٥٦٤١، ٧/١١٤

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (٥)

یعنی، تعجب ہے بندۂ مؤمن پر کہ اس کے سارے کام خیر ہیں یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سواء مردِ مؤمن کے کہ اس کو خوشی پہنچے اور شکر کرے تو اس کیلئے بھلائی ہے اور اگر وہ تکلیف پہنچنے پر صبر کرے تو صبر کرنے میں بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔

انسان پر تکالیف و مصیبتیں مختلف صورتوں میں آتی ہیں کبھی بیماریوں اور فوتگی کی صورت میں، کبھی تنگدستی و بے روزگاری کی صورت میں، کبھی قرضداری و گھریلو ناچاقیوں کی صورت میں، کبھی حاسدین و دشمنوں کے شر کی صورت میں، کبھی بے اولادی کی صورت میں، تو کبھی اولاد کے فوت ہو جانے کی صورت میں، الغرض ہر وہ معاملہ جو مسلمان کے لیے باعث تکلیف ہو اگر بندہ اس میں اللہ کی رضا کے لیے صبر کو اپنائے تو وہ قرآن و حدیث میں بیان کردہ بے شمار خیر و بھلائی حاصل کر سکتا ہے۔

اللہ عزّ وجلّ کی عطا کردہ عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد ہے اور اللہ عزّ وجلّ کی طرف سے والدین کے قلوب میں اولاد کی محبت و مودّت اور اس کی طرف رغبت کو ودیعت رکھا گیا ہے۔ اولاد کے نعمت ہونے اور اس کی محبت والدین کے دلوں میں ہونے کا بیان کئی آیات طیبہ میں ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ﴾ (٦)

ترجمہ کنزالایمان: لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

٥۔ صحیح مسلم کتاب الزهد والرقائق باب المؤمن امره كله خير رقم: (٦٤)-٢٩٩٩، ٢٢٩٥/٤

٦۔ آل عمران:٣/ ١٤

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (۷)

ترجمہ کنزالایمان: مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَمْدَدْنَا كُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنَا كُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا﴾ (۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمہارا جتھا بڑھا دیا۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾ (۹)

ترجمہ کنزالایمان: تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ﴾ (۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی اپنی اولاد سے محبت وشفقت رکھنا قرآن عظیم سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ﴾ (۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور کہا! اے میرے بیٹوں ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا (تا کہ نظر بد سے محفوظ رہو)۔

حضرت نوح علیہ السلام نے شفقت پدری کی بناء پر اپنے بیٹے کو بھی کشتی میں سوار ہونے کیلئے بلایا جس کے منافق ہونے کا آپ کو علم نہیں تھا آپ نے فرمایا:

۷۔ الکھف:۱۸/۴۶

۸۔ الاسراء:۱۷/۶

۹۔ الشعرآء:۲۶/۱۳۳

۱۰۔ نوح:۷۱/۱۲

۱۱۔ یوسف:۱۲/۶۷

﴿یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَعَنَا وَ لَا تَکُنْ مَعَ الْکَافِرِیْنَ﴾ (۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو (کہ ہلاک ہوجائے گا)۔

المختصر ہر انسان کے دل میں اپنی اولاد کی الفت ومحبت ہوتی ہے نیز کبھی اسی اولاد کی بیماری و وفات وغیرہ کے ذریعے انسان کی آزمائش بھی کی جاتی ہے پس اگر مسلمان ان آزمائشوں اور مصیبتوں پر اللہ عزوجل کی رضا کے لیے صبر کرے تو عظیم ثواب کا حقدار قرار پائے گا۔ احادیث طیبہ میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے فوت ہوجانے پر رنج وغم، ملال ومصیبت کو دور کرنے کے لیے صبر کرنے والے والدین کے فضائل بیان فرمائے ہیں

یہ فرامین متعدد کتب احادیث میں نقل کئے گئے ہیں اور امام ابن رجب حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے خاص اس موضوع پر مستقل رسالہ بنام "تَسْلِیَۃُ نُفُوْسِ النِّسَاءِ وَ الرِّجَالَ عِنْدَ فَقْدِ الْاَطْفَالِ" تالیف کیا ہے جس کا ترجمہ بنام "فوت شدہ بچوں کے والدین کے لیے تسلی کا سامان" کرنے کا شرف فقیر پر تقصیر کو ملا ہے، اس ترجمہ میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ کی عطا، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم اور مرشد کریم کی نگاہ کرم کے صدقہ میں ہیں اور جو خامیاں ہیں وہ مجھ گناہ گار کی گناہوں کی شامت تصور کی جائیں۔ اللہ عزّ وجلّ اس ناقص کوشش کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ قبول فرما کر میرے لیے اور میرے والدین، تمام احباب اور ساری امت مسلمہ کے لیے بخشش ومغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

آخر میں اپنے ان تمام دوستوں کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری معاونت فرمائی۔ اللہ عزّ وجلّ ان کو اس کا بہتر صلہ دنیا وآخرت میں نصیب فرمائے اور میں اپنے شفیق ومہربان دوست حضرت علامہ مولانا ابوحمزہ محمد عمران المدنی سلمہ الغنی کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس رسالہ کا ترجمہ کرنے کی اجازت کے ساتھ ساتھ اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی اور حسب ضرورت بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی اللہ عزوجل حضرت کے علم وعمل، زبان وقلم، تحریر وتقریر میں خلوص وبرکت اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبیّ الأمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

۱۲۔ ہود: ۴۲/۱۱

احوالِ مُصنِّف

نام ونسب، کنیت والقابات

مُصنِّف کا پورا نام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب بن حسن سلامی، بغدادی ثم دمشقی حنبلی ہے اور آپ ''ابن رجب حنبلی'' کے نام سے مشہور ہیں۔آپ اپنے وقت کے امام، مُحدِّث، حافظ الحدیث، فقیہ، اور واعظ تھے، آپ کا لقب زین الدین ہے۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل شریف کے مہینے میں بغداد معلیٰ میں ۷۳۶ھ میں ہوئی۔

علمی زندگی

علامہ ابن رجب حنبلی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت علامہ احمد بن رجب بغدادی اور آپ کے دادا حضرت رجب بن حسن فقہ کے زبردست عالم تھے۔

علامہ ابن رجب حنبلی نے ابتدأ قرآن کریم حفظ کیا پھر مختلف قرأتوں کے ساتھ اپنے والد ماجد سے قرآن کریم کو پڑھا اور بچپن ہی میں احادیث کے سماع میں مشغول ہو گئے۔آپ نے اپنے وقت کے اکابر علماء سے علم فقہ، حدیث، لغت وتفسیر وغیرہ علوم سیکھنے کے لیے مختلف مقامات کے سفر کئے آپ نے اپنے والد صاحب کی معیّت میں حصولِ علم کے لیے مصر، بیت المقدس، نابلس اور شام وغیرہ کا سفر اختیار کیا، حضرت علامہ کو فنونِ حدیث میں اسماء الرجال، عللِ طرق اور احادیث کی معانی کی معرفت میں مہارتِ تامّہ حاصل تھی۔

شیوخ واساتذہ اکرام علیہم الرحمۃ

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد پچاس سے بھی زائد ہے جن میں چند نام حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ فقیہ ابن نباش حنبلی علیہ الرحمہ، علامہ ابن رجب حنبلی نے انُ سے ان کی تصانیف کا کثیر حصہ سنا ہے اور ان کی وفات تک ان سے حصول علم میں مشغول رہے۔

۲۔ حافظ جمال داؤد بن عطار المتوفی ۷۵۲ھ، علامہ ابن رجب حنبلی نے ان سے دمشق میں مکمل ''مسند امام احمد'' کا سماع کیا ہے۔(مسند امام احمد میں تقریباً ۲۷۶۸۸ روایات ہیں)۔

۳۔ حافظ ابوالفتح محمد بن محمد میرومی المتوفی ۷۵۴ھ، یہ اہل مصر میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے احادیث کا سماع کیا۔

۴۔ حافظ ابوسعید خلیل علائی المتوفی ۷۶۱ھ، ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے بیت المقدس میں حدیث کا سماع کیا۔

۵۔ شیخ فقیہ ابن قاضی الجبل المتوفی ۷۷۱ھ، ان سے علامہ ابن رجب حنبلی نے فقہ وغیرہ علوم کی تحصیل کی۔فقیہ ابن قاضی نے علامہ ابن رجب حنبلی کو اپنے حلقۂ درس میں اپنا نائب مقرر کیا تھا یہ تعلیمی حلقے جامع اُموی میں لگائے جاتے ہیں۔آپ شیخ کی اجازت سے اس میں تعلیم وتدریس کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

تلامذہ

علامہ ابن رجب حنبلی (علیہ الرحمۃ) سے علماء کی کثیر تعداد نے حصول علم کا شرف پایا جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ علی البعلی ابن اللحام المتوفی ۸۰۳ھ (۲) حافظ علی بن الحموی المتوفی ۸۲۸ھ (۳) فقیہ احمد بن نصر اللہ حنبلی المتوفی ۸۴۴ھ (۴) ابوالعباس احمد بن ابوبکر بن سیف الدین ۸۴۴ھ (۵) محب الدین ابوالفضل احمد بن نصر اللہ بن احمد مفتی الدیار المصریہ ۸۴۴ھ (۶) قاضی القضاۃ شمس الدین محمد بن احمد بن سعید ۸۵۵ھ۔

تصانیف وتالیفات

آپ کی کتب ورسائل کی تعداد تقریباً ستر ہے جن میں بعض کُتُب ضخیم ہیں اور بعض مختصر رسائل ہیں۔ان کتب ورسائل میں سے چند کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف

(۲) القوائد الفقیهة

(۳) کتاب أهوال القبور

(۴) الکشف والبیان علی النذر والایمان

(۵) جامع العلوم و الحکم

(۶) نور الاقتباس من مشکاة وصیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ابن عباس (رضی اللّٰہ عنهما)

(۷) ذمّ المال والجاه

(۸) کشف الکربة فی وصف حال اهل الغربة

(۹) العلم النافع

(۱۰) صفة النار والتحذیر من دار البوار

(۱۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری☆

(۱۲) شرح الترمذی

(۱۳) شرح علل الترمذی

(۱۴) طبقات الحنابلة

وصال

آپ علیہ الرحمۃ کا وصال رجب المرجب ۷۹۵ھ میں دمشق میں ہوا۔

☆۔ لیکن یہ شرح کتاب الجنائز تک لکھی گئی اسی نام سے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بھی بخاری شریف کی ایک مفصل شرح لکھی ہے جو کہ مشہور ومعروف ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربّ یسّر یا کریم

الحمدللہ ربّ العلمین وصلواته وسلامه علی سیّدنا محمّد وآله

وصحبه أجمعین وبعد

بچوں کا آگ سے آڑ بننا

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :غَلَبَنَا عَلَیْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ یَوْمًا لَقِیَهُنَّ فِیهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِیمَا قَالَ لَهُنَّ :مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ :وَاثْنَتَیْنِ؟ فَقَالَ : وَاثْنَتَیْنِ (۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں نے عرض کی کہ ''مرد ہم پر (حصول علم) میں غالب آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی ایک دن مقرر فرمادیں (جس میں آپ ہمیں وعظ فرمائیں) سرکار علیہ السلام نے ان عورتوں سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا جس میں ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں وعظ فرمایا انھیں جو احکام دیئے ان ارشادات میں یہ بھی تھا''تم میں سے جو عورت تین بچے آگے بھیج دے (یعنی جس کے تین بچے فوت ہوگئے ہوں) تو یہ بچے اس کے لئے آگ (جہنم) سے آڑ ہوں گے اس پر ایک عورت نے عرض کی کہ اور جس نے دو بچے آگے بھیجے ہوں؟ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: دو کا بھی یہی حکم ہے۔

مجالسِ علم کا مردوں وعورتوں کے اختلاط سے پاک ہونا

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد

۱۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة، برقم:۱۰۱، ۳۲/۱

فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سرکار ﷺ کی مجالس دین کی سمجھ ،وعظ ونصیحت اور اس جیسے دوسرے کاموں پر مشتمل ہوتی تھیں جس میں عورتیں مردوں کے ساتھ ان مجالس میں حاضر نہ ہوتی تھیں ،عورتیں صرف رات کے وقت مسجد کے آخری حصہ میں نماز کے اوقات میں حاضر ہوا کرتیں پھر نماز پڑھ کر فوراً لوٹ جاتیں اور عیدین کے وقت مسلمانوں کے ساتھ مردوں سے الگ ان کے پیچھے حاضر ہوتی تھیں پس جب سرکار ﷺ نے عید کے دن خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ نے یہ گمان کیا کہ عورتوں تک میری بات نہیں پہنچی پس جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کے پاس تشریف لائے انھیں وعظ ونصیحت فرمائی اور انھیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور مردوں کو اس وقت تک بٹھائے رکھا جب تک عورتوں کو وعظ کہنے سے فارغ نہ ہو گئے ۔(۲)

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :عورتوں کو الگ مجلس میں وعظ فرمانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط یعنی مل جل کر بیٹھنا بدعت وگناہ ہے جیسا کہ امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا پس اس لیے عورتوں نے سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ مرد حضرات ،ہم پر آپ کی صحبت حاصل کرنے میں غالب آگئے ۔

وعظ کے لیے وقت وجگہ کا مقرر کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے سرکار ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَا نَقْدِرُ عَلىٰ أَنْ نُجَالِسَكَ فِي مَجْلِسِكَ فَقَدْ غَلَبَنَا عَلَيْنَا الرِّجَالُ، فَوَاعِدْنَا مَوْعِدًا نَأْتِيكَ . قَالَ: مَوْعِدُكُنَّ بَيْتُ فُلَانَةٍ فَأَتَاهُنَّ فَحَدَّثَهُنَّ (۳)

یعنی ،یارسول اللہ !ﷺ ہم اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ ہم آپ کی بارگاہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں یا بیٹھیں بیشک مرد آپ کی صحبت پانے میں ہم پر

۲۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب عظة الامام للنساء و تعليمهن رقم :۹۸، ۳۲/۱

۳۔ مسند امام أحمد ،مسند أبی هريرة، برقم:۷۳۵۷، ۳۱۳/۱۲

سبقت لے گئے، پس آپ ہم سے ایک دن کا وعدہ فرمالیں جس میں ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔ تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمھارے وعدے کا مقام (یعنی مقررہ جگہ) فلاں عورت کا گھر ہے تو سرکار علیہ السلام اس مقام پر تشریف لائے اور انھیں وعظ فرمایا۔

اور بیشک اللہ عزّ وجلّ نے سرکار علیہ السلام کو حکم فرمایا تھا کہ آپ وہ تمام احکام مردوں وعورتوں تک پہنچا دیں اور سکھا دیں جو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف نازل فرمائے ہیں جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ نے آپ سے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (٤)

ترجمہ کنز الایمان: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾(٥)

ترجمہ کنز الایمان: اور مسلمانوں عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹہ اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

تو سرکار ﷺ نے ان تمام احکام کی تعمیل کی جو اللہ عزّ وجلّ نے آپ سے ارشاد فرمائے تھے۔ اور آپ علیہ السلام نے ان عورتوں کے لیے ایک ایسی مجلس کا وعدہ فرمایا جو ایک خاص عورت کے گھر ان عورتوں ہی کے لیے ہوگی شاید یہ خاتون (جن کے گھر میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا) آپ ﷺ کی ازوج مطہرات یا محارم میں سے تھیں اللہ عزّ وجلّ ہی بہتر جانتا ہے پھر آپ علیہ السلام ان عورتوں سے کیئے ہوئے وعدے کو پورا فرمایا اور ان کے پاس وعدہ کے دن تشریف لائے پس انھیں وعظ ونصیحت فرمائی نیکی کا حکم دیا برائی سے منع کیا اور اچھے کاموں کی

٤۔ الأحزاب: ٥٩/٣٣

٥۔ النور: ٣١/٢٤

ترغیب ارشاد فرمائی اور برے کاموں سے خوف دلایا اور وہ باتیں جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بشارت دی ان باتوں میں یہ فرمان مبارک بھی تھا:

قَالَ لَهُنَّ :مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ قَالَ: وَاثْنَيْنِ (٦)

یعنی، تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنی اولاد میں سے تین ایسے بچے آگے بھیجے جو بلوغ کو نہ پہنچے ہوں (یعنی نابالغی میں فوت ہو گئے ہوں) مگر یہ بچے اس عورت کے لئے جہنم سے آڑ ہوں گے۔ تو ایک عورت سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: اور اگر دو بچے فوت ہوئے ہوں؟ تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اور دو بچے فوت ہونے پر بھی یہی فضیلت ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں کوئی حد مقرر نہیں۔ (یعنی مذکورہ حدیث مبارکہ دو یا تین بچے فوت ہونے پر صبر کرنے کی جو فضیلت بیان کی گئی وہ اس عدد کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس کا ایک یا تین سے زائد بچے انتقال کر گئے ہوں اس کو بھی یہ فضیلت ملے گی، جیسا کہ آگے آئے گا۔)

مصنِّف مزید فرماتے ہیں کہ اس فرمان کے عموم میں دونوں قسم کے بچے شامل ہیں جو بالغ ہوں یا نہ ہوں (بالغ اولاد کی موت پر صبر کرنے والے والدین کو اس فضیلت میں شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بالغ اولاد کی موت بہت بڑی مصیبت ہوتی ہے اور نفس پر بہت شاق ہوتی ہے اور اس بچے کی موت کا دکھ اور غم کم ہوتا ہے جو نابالغی میں انتقال کر جائے اور "لم یبلغوا الحنث" والی قید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں موجود ہے جسے شیخین نے روایت کیا ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ، يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ (٧)

یعنی، جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ عزّ وجلّ اپنی

٦۔ مسند امام أحمد، مسند أبی هريرة، برقم: ٧٣٥٧، ١٢/٣١٣

٧۔ صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب ما قيل فی أولاد المسلمين، برقم: ١٣٨١، ٢/١٠٠

رحمت واسعہ سے اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔(۸)

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: روایت میں موجود لفظ الحنث سے مراد گناہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ اتنی عمر کو نہ پہنچا ہو جس میں گناہ لکھا جاتا ہے اور وہ عمر سن بلوغ ہے اور روایت انس میں موجود لفظ بفضل رحمۃ اللہ ایاھم سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل مسلمانوں کے بچوں پر رحمت عامہ فرماتا ہے۔ حتی کہ ان پر یہ فضل فرماتا ہے کہ ان بچوں کے والدین کو بھی اس رحمتِ واسعہ میں شامل فرمالیتا ہے اور یہ حدیث مبارکہ ان متدل روایات میں سے ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں داخل ہوں گے۔

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت اور ماقبل میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مابین چند اعتبار سے تھوڑا سا فرق ہے جس کو مصنف علیہ الرحمۃ نے مختصرا بیان کیا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ما منکن من ولدها الا کان لها حجابا من النار فقالت امراة : واثنین؟ قال واثنین

تم میں جو عورت تین بچے آگے بھیج دے یہ بچے اس کے لیے جہنم سے آڑ ہوں گے ایک عورت نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی: اور دو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا اور دو بھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زیادہ ہے: جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔ جبکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت میں یہ قید موجود نہیں۔

حضرت ابوسعید خدری کی حدیث میں مخاطب عورتیں ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ ثواب انھیں کے لیے ہے مگر اس تخصیص کو حضرت انس کی حدیث نے ختم کردیا کہ فرمایا: ما من الناس من مسلم یعنی کسی بھی مسلمان کے تین بچے اور لفظ مسلم مرد عورت دونوں کو شامل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تین بچوں کا ذکر ہے مگر حضرت ابوسعید خدری کی حدیث میں تین کی تحدید وقید نہیں بلکہ دو کے لیے بھی یہی ارشاد ہے۔ حضرت ابو سعید خدری کی حدیث میں: لفظ ولد: مذکور ہے جو بالغ کو بھی شامل ہے اس تعمیم کو حضرت انس کی حدیث نے ختم کردیا کہ فرمایا: لم یبلغوا الحنث، یعنی جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔ دو کی بھی تخصیص نہیں۔ اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تین نابالغ بچے آگے بھیجے وہ اس کے لیے مضبوط قلعے ہونگے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں دو بھیج چکا ہوں تو فرمایا۔ اور دو بھی۔ حضرت ابی بن کعب سید القراء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں ایک بھیج چکا ہوں تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "ایک بھی" (نزھۃ القاری شرح بخاری، کتاب الجنائز: ۲/۳۰۴ ملخصا، مطبوعہ برکاتی پبلشرز)

اطفالِ مشرکین کے دخولِ جنت کے بارے میں اختلاف

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے بچوں کے دخولِ جنت کے بارے کوئی اختلاف نہیں اور اس قول کے خلاف جو بھی روایت کیا گیا وہ تمام اقوال ضعیف و کمزور ہیں اور مسلمانوں کے بچوں کا جنت میں داخل ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہے، اختلاف فقط مشرکین کے بچوں کے دخول جنت کے بارے میں ہے۔ (۹)

---

(۹) فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی ''نزھۃ القاری'' میں فرماتے ہیں: (مشرکین کے) جو نابالغ بچے مرجاتے ہیں وہ کہاں رہیں گے یہ بہت ہی معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جو ہمیشہ سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے. اس میں چند اقوال ہیں: (۱) وہ (اولاد مشرکین) اللہ عزّ وجلّ کی مشیت پر ہیں وہ جو چاہے ان سے معاملہ کرے۔ (۲) وہ اپنے ماں باپ کے تابع ہیں. مسلمانوں کے بچے ان کے ساتھ جنت میں اور کافروں کے بچے جہنم میں جائیں گے۔ (۳) وہ جنت و دوزخ کے درمیان رہیں گے. کیوں کہ انھوں نے کوئی ایسا اعتقاد نہیں رکھا اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کیا جس کی جزاء میں جنت یا دوزخ میں جائیں۔ (۴) وہ جنتیوں کے خادم ہوں گے۔ (۵) وہ مٹی ہو جائیں گے۔ (۶) جہنم میں جائیں گے۔ (۷) قیامت کے دن ان کا امتحان لیا جائیگا، ان کے لیے آگ بلند کی جائے گی اور اس میں جانے کا حکم ہوگا۔ جو اطاعت کریں گے اور اس میں داخل ہوں گے ان پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جائے گی اور جو سرکشی کریں گے وہ عذاب دیئے جائیں گے۔ (۸) توقف کیا جائے۔ (۹) نواں قول ''امساک'' ہے یہ دونوں (توقف اور امساک) قریب قریب ہیں۔

مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: یہ بیانِ مذاہب تھا مگر علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: معتمد علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں رہیں گے۔ اور کفار کے بچوں کے بارے میں تین مذہب ہیں۔ اکثر کا مذہب یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے اور ایک گروہ نے توقف کیا اور صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ بھی جنت میں جائیں گے۔ (نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، جلد ۲ ص ۱۴۰)

خیال رہے مشرکین کی اولاد کے بارے میں مذکورہ تمام کلام اس صورت میں ہے جبکہ وہ نابالغ ہونے کے ساتھ ساتھ ناسمجھ ہوں اور اسی حالت میں فوت ہو جائیں کیونکہ اگر کسی نابالغ سمجھدار نے افعال شرکیہ وکفریہ میں سے کسی فعل کا ارتکاب کیا تو اس بچے کے کافر ہونے میں فقہاء میں سے کسی کو کوئی کلام نہیں چنانچہ ایمان وکفر کی معلومات پر مشتمل اردو زبان کی بہترین اور مستند کتاب بنام ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' سے چند سوال اور جواب افادیت کے پیش نظر ملاحظ فرمائیں

سوال:۔ اگر کوئی نابالغ بچہ کلمہ کفر بک دے تو کیا اس پر بھی کفر لاگو ہو جاتا ہے؟ اگر ہاں تو پھر جب بالغ ہونے

امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے نابالغ بچوں کے والدین کے بارے میں جب دخول جنت کی امید کی جاتی ہے تو ان بچوں کے بارے کیسے شک ہو سکتا ہے یعنی اس بچے کے سبب اس کے والدین کے لیے دخول جنت کی امید ہے تو اس بچے کے دخول جنت کے معاملے کوئی کیسے شک کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ بیان کیا کہ مسلمانوں کے بچے داخل جنت ہوں گے۔ اور اسی بات کو جلیل القدر صحابہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا گیا۔

کے بعد اس کو پتا چلا کہ میں نے نابالغی میں کفر بکا تھا اور جو کفر بکا تھا کچھ کچھ یاد ہے صحیح طرح یاد بھی نہیں تو اب کس طرح توبہ کرے؟

جواب:۔ نابالغ سمجھدار کا کفر و اسلام معتبر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین ملت، مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "سمجھدار بچہ اگر اسلام کے بعد کفر کرے تو ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا"۔ (فتاوی افریقہ ص ۱۶)

معلوم ہوا کہ بالغ یا سمجھدار نابالغ کفر کرے تو مرتد ہو جائے گا۔ اگر بالغ ہونے کے بعد احساس ہوا اور اگر کفریہ قول یاد ہے تو خاص اس سے توبہ کرے اور اگر شک ہے یا یاد نہیں تو اس مشکوک کفریہ کلمہ سمیت ہر قسم کے کفریات سے توبہ کرے۔ یعنی اس طرح کہے "میں تمام کفریات سے توبہ کرتا ہوں" پھر کلمہ پڑھ لے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۵۶-۵۷ مکتبۃ المدینہ)

سوال:۔ نابالغ بچہ کا کفر کس عمر میں معتبر ہے؟ جواب:۔ سات برس یا زیادہ عمر کا بچہ جو کہ اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو وہ اگر کفر کرے گا تو کافر ہو جائے گا کیوں کہ اس کا کفر و اسلام معتبر ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۵۸-۵۹ مکتبۃ المدینہ، بحوالہ = فتاوی رضویہ جلد ۱۴ ص ۲۴۲)

کفار کی وہ زندہ اولاد جو نابالغ ہے ان کو مسلمان یا کافر کہنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: شہاں (جس نابالغ ناسمجھ بچے) کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جبکہ تبعیت متصور بھی ہو ورنہ نہیں. جیسے وہ بچہ جسے دار الاسلام میں اسیر کر لائیں اور اس کے کافر ماں باپ دار الحرب میں رہیں کہ بوجہ اختلافِ دار تبعیت ابوین منقطع ہو گئی، اب بہ تبعیت دار اُسے مسلم کہا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۸ ص ۴۳۷)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر کفار کے ناسمجھ نابالغ بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں: (کفار کے) ناسمجھ بچے کو بہ تبعیت والدین یا (بہ تبعیت) دار کافر کہنے کے ہرگز ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے کہ یہ تو بداہۃً باطل وصفِ کفر یقیناً اس سے قائم نہیں، بلکہ اسلام فطری سے متصف ہے۔ کما قدمنا۔ (بحوالہ: فتاوی رضویہ: ۲۸/۴۵۳-۴۵۴)

مسلمانوں کے نابالغ بچوں کی ارواح کہاں رہتی ہیں

حضرت امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے بچوں کی ارواح جنتی چڑیوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پس ان قندیلوں پر آکر ٹھر جاتی ہیں جو عرش پر معلق ہیں، اس روایت کو امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

نابالغ فوت شدہ بچوں کا والدین کو جنت میں داخل میں کرانا

عَنْ أَبِي حَسَّانَ، قَالَ :قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّهُ قَدْ مَاتَ لِيَ ابْنَانِ، فَمَا أَنْتَ مُحَدِّثِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ تُطَيِّبُ بِهِ أَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ :قَالَ :نَعَمْ، صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ أَوْ قَالَ أَبَوَيْهِ ، فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ أَوْ قَالَ بِيَدِهِ ، كَمَا آخُذُ أَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هَذَا، فَلَا يَتَنَاهَى أَوْ قَالَ فَلَا يَنْتَهِي حَتَّى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَأَبَاهُ الْجَنَّةَ (۱۰)

حضرت ابواحسان کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے دو بچے فوت ہو گئے، کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث سنا سکتے ہیں جس میں فوت شدہ لوگوں سے متعلق ہمارے دلوں کے لئے تسلی ہو، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں: چھوٹے بچے جنت کی نہروں میں غوطہ لگانے والے ہیں، ان میں سے جس کی ملاقات اپنے باپ سے یا فرمایا: ماں باپ سے ہو گی وہ اس کے ہاتھ یا اس کے دامن کو پکڑے گا جیسے میں تمہارا دامن پکڑ رہا ہوں، پھر اس کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک کہ اللہ تعالی اس بچے کو اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةٌ

۱۰- صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه،

أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ: يُقَالُ لَهُمْ :ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُولُونَ حَتَّى يَدْخُلَ أَبَوَانَا فَيُقَالُ لَهُمْ :ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ (۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کے تین بچے نابالغی میں فوت ہوں مگر یہ کہ اللہ عزوجل ان دونوں (یعنی بچے اور اس کے والدین) کو داخل جنت فرمائے گا، پس بچوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ عرض کریں گے کہ ہم اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک ہمارے والدین جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔ تو ان بچوں سے کہا جائے گا: تم اپنے والدین کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ناتمام فوت ہونے والا بچہ

امام احمد اور امام ابن ماجہ علیہما الرحمۃ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ (۱۲)

یعنی، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بے شک عورت کا کچا بچہ (یعنی ماں کے پیٹ سے نامکمل گر جانے والا) فوت ہو جائے تو وہ بچہ بروز قیامت اپنی ماں کو اپنی نال (یعنی وہ آنت جو رحم مادر میں بچے کے پیٹ سے جڑی ہوتی ہے اور جسے پیدائش پر کاٹ کر جدا کر دیتے ہیں) کے ذریعے کھینچتا ہوا جنت میں لے جائے گا جبکہ اس عورت نے اس بچے کے فوت ہونے پر صبر کیا ہو۔

۱۱۔ السنن الکبری للنسائی، کتاب الجنائز ثواب من یتوفی له ثلاثة من الولد، برقم:٢٠١٦، ٤٠٢/٢

۱۲۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن أصيب بسقط، برقم:١٦٠٩، ٥١٣/١

جنت کے دروازوں کے پاس ملاقات

حضرت امام احمد اور ابن ماجہ علیہما الرحمہ نے عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عتبہ بن عبد السلمی کہتے ہیں: میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

مَا مِنۡ مُسۡلِمٍ یَمُوۡتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ مِنَ الۡوَلَدِ لَمۡ یَبۡلُغُوا الۡحِنۡثَ، اِلَّا تَلَقَّوۡهُ مِنۡ أَبۡوَابِ الۡجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ، مِنۡ أَیِّهَا شَاءَ دَخَلَ (۱۳)

یعنی، جس مسلمان (مرد و عورت) کے تین نابالغ بچے فوت ہو گئے ہوں تو بروزِ قیامت وہ بچے جنت کے آٹھوں دروازوں سے ملاقات کریں گے وہ (مرد و عورت) جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

بچوں کا والدین کو اپنے ساتھ جنت میں لے جانا

مسند امام احمد بن حنبل کی ایک روایت میں ہے:

إِنَّهٗ یُقَالُ لِلۡوِلۡدَانِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ ـ قَالَ: فَیَقُوۡلُوۡنَ: یَا رَبِّ حَتّٰی یَدۡخُلَ آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا، قَالَ: فَیَأۡتُوۡنَ، قَالَ: فَیَقُوۡلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَالِی أَرَاهُمۡ مُحۡبَنۡطِئِیۡنَ، ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ، قَالَ: فَیَقُوۡلُوۡنَ: یَا رَبِّ آبَاؤُنَا، قَالَ: فَیَقُوۡلُ: ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ أَنۡتُمۡ وَآبَاؤُکُمۡ (۱۴)

یعنی، بے شک اللہ تبارک وتعالی نومولود بچوں سے قیامت کے دن فرمائے گا: تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ عزوجل! ہم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گی جب تک ہمارے ماں باپ داخل نہ ہو جائیں (وہ بچے داخل ہونے سے انکار کریں گے) تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میں ان کو (تمہارے ماں باپ کو) تباہ حال دیکھتا ہوں پس تم جنت میں داخل ہو جاؤ: وہ پھر عرض کریں گے کہ اے ہمارے

۱۳۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الثواب من أصیب بولده، برقم: ۱٦۰٤، ۵۱۲/۱

۱٤۔ مسند إمام أحمد، مسند الشامیین، حدیث رجل من أصحاب النبی ﷺ برقم: ۱٦۹۷۱،

ربّ عزّ وجلّ ہمارے والدین کو بھی جنت میں داخل فرما! تو اللہ عزّ وجلّ کی طرف سے ارشاد ہوگا: تم اپنے والدین کے ساتھ داخل جنت ہو جاؤ۔

مذکورہ حدیث کی مثل امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور امام طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

أَن يُقَالَ لَهُمُ فِى الْمَرَّةِ الرَّابِعَةِ :اُدْخُلُوا وَوَالِدَيْكُمْ مَعَكُمْ ۔فَيَثِبُ كُلُّ طِفْلٍ اَلَىٰ اَبَوَيْهِ فَيَاْخُذُونَ بِاَيْدِيهِمْ ،فَيُدْخِلُونَهُمُ الْجَنَّةَ، فَهُمْ اَعْرَفُ بِآبَائِهِمْ وَاُمَّهَاتِهِم يَوْمَئِذٍ مِنْ اَوْلَادِكُمُ الَّذِيْنَ فِى بُيُوتِكُمْ

یعنی، چوتھی مرتبہ میں ان نومولود بچوں سے کہا جائے گا: تم اپنے والدین کے ساتھ داخل جنت ہو جاؤ پس ہر بچہ چھلانگ لگا کر پہنچے گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔

سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ نومولود بچے اپنے والدین کو بروز قیامت تمہاری ان اولاد سے زیادہ جانتے پہچانتے ہوں گے جو تمہارے گھروں میں موجود ہیں۔

فوت شدہ بچوں کا والدین کے لئے جنت کا دروازہ کھولنا

امام احمد اور امام نسائی علیہما الرحمۃ نے معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا نبی پاک ﷺ نے اس سے پوچھا:

أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ :أَحَبَّكَ اللهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَمَاتَ فَفَقَدَهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: تُوُفِّىَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ مَا يَسُرُّكَ أَنْ لَا تَأْتِىَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهَا يَسْعَى يَفْتَحُ لَكَ (۱۵)

یعنی، ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بچے سے

۱۵۔ السنن الکبری للنسائی، کتاب الجنائز، باب الامر والاحتساب عند نزول المصیبة، برقم: ۲۰۰۹، ۲/ ۳۹۹

محبت کرتے ہو؟ تو اس شخص نے سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی کہ جیسے اللہ عزّ وجلّ آپ سے محبت فرماتا ہے ایسے ہی میں بھی اسے محبت کرتا ہوں، وہ بچہ (تھوڑے عرصے میں) فوت ہو گیا تو سرکار علیہ السلام نے جب اس بچے کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں استفسار فرمایا۔ تو لوگوں نے اس بچے کے فوت ہونے کی خبر دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے جس دروازے پر جاؤ وہاں اپنے اس بچے کو پاؤ اور وہ اس دروازے کے پاس جا کر اس جنت کے دروازے کو تمہارے لئے کھول دے۔

امام احمد نے یہ الفاظ زائد نقل کیئے:

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِكُلِّنَا؟ قَالَ: بَلْ لِكُلِّكُمْ (١٦)

کسی نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فضیلت خاص اس شخص کے لیے ہی ہے یا ہم سب کے لئے بھی ہے؟ تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد: بلکہ یہ فضیلت تم سب کے لیے بھی ہے۔

فوت شدہ بچوں کا عرش کے سائے میں کھیلنا

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کی مثل ایک روایت بیان کی لیکن امام طبرانی والی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمھارا بیٹا میرے بیٹے ابراہیم کے ساتھ عرش کے سائے میں کھیلے تو اس شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میں اس بات کو پسند کرتا ہوں)۔

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی ان روایات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بچوں کی فوتگی پر مشتمل احادیث بہت کثرت سے موجود ہیں اور بے شک صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے بچوں کے انتقال پر فضیلت کے حصول کی امید رکھا کرتے تھے۔

١٦۔ مسند إمام أحمد ،بقيّة حديث معاوية بن قرّة رضى الله عنه، برقم:١٥٥٩٥، ٣٦١/٢٤

حضرت ابوذر اور فضیلت کے حصول کی امید کامل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا گیا کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی اہلیہ حضرت اُمّ ذر رضی اللہ عنہا رونے لگی۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان سے ارشاد فرمایا: خوش ہو جاؤ اور رونا چھوڑ دو میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

لَا يَمُوتُ بَيْنَ امْرَأَيْنِ مُسْلِمَيْنِ وَلَدَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَيَصْبِرَانِ وَيَحْتَسِبَانِ فَيَرَيَانِ النَّارَ أَبَدًا وَقَدْ مَاتَ لَنَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ (۱۷)

یعنی، وہ مسلمان مرد وعورت جن کے دو یا تین بچے انتقال کر گئے ہوں اور وہ دونوں اس مصیبت پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ دونوں مرد وعورت (والدین) جہنم سے ہمیشہ کے لیے نجات پائیں گے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کر کے اپنی اہلیہ سے فرمایا: اور بیشک ہمارے تو تین بچے انتقال کر چکے ہیں۔ (پس مجھے اور تمہیں بھی آگ سے برأت کی فضیلت حاصل ہوگی لہٰذا تم غمگین نہ ہو بلکہ خوش ہو جاؤ)۔ (۱۸)

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جو اس حدیث سے پہلے بیان کی (جس کو امام طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں کے فوت شدہ بچے عرش کے سائے تلے کھیلتے ہیں، اور حضرت ابو ہریرہ رضی

۱۷۔ مسند إمام أحمد ،مسند الأنصار حديث أبي ذر رضي الله عنه، برقم: ۲۱۳۷۳، ۳۰۰/۳۵

۱۸۔ امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت اشتر علیہ الرحمۃ سے روایت کی کہ حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں رونے لگی تو اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کس چیز نے تمہیں رُلایا، میں نے عرض کی کہ میں اس لئے روئی ہوں کہ آپ کی تکفین میں میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱۷۰/۱)

ابو نعیم عبد اللہ بن خراش علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ عبد اللہ بن خراش بیان کرتے ہیں: میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ربذہ میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا: بے شک آپ ایسے مرد ہیں جن کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ تو اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس پاک پروردگار کے لئے کہ جس نے ہماری اولاد کو دارِ فناء (دنیا) میں ہم سے لے لیا اور ان کو دارِ بقاء (آخرت) میں ہمارے لیے ذخیرہ کر دیا۔ (حلية الأولياء: ۱۶۱/۱)

اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا: "انھم دعامیص الجنة" اس کا لغوی معنی ہے وہ بچے جنت کے کیڑے ہیں۔ "دعموص" ان چھوٹے کیڑوں کو کہا جاتا جو پانی میں ہوتے ہیں۔(۱۹)

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ "انھم دعامیص الجنة" نے اس کا معنی مرادی یہ بیان کیا: وہ بچے جنت کی نہروں میں لوٹ پوٹ ہوتے ہیں اس میں غوطے لگاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں "ینغمسون فی أنھار الجنة" کے الفاظ بھی آئے ہیں جن کا معنی ہے: وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگاتے ہیں یعنی وہ جنتی کی نہروں میں کھیلتے ہیں۔

اور تحقیق یہ بھی روایت کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بچپن میں فوت ہونے والے ان بچوں کی جنت میں پرورش فرماتے ہیں.

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرکار دو جہان، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِينَ فِي الْجَنَّةِ، يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيمُ (۲۰)

یعنی، مؤمنین کے بچوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت میں کفالت و پرورش فرماتے ہیں۔

امام احمد نے اس حدیث کے حدیث مرفوع ہونے میں شک ظاہر کیا اور اسے حضرت ابو ہریرہ پر موقوف رکھا، یعنی حدیث موقوف قرار دیا ہے۔(۲۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْلَادُ الْمُؤْمِنِينَ فِي جَبَلٍ فِي الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيمُ وَسَارَةُ، حَتَّى يَرُدَّهُمْ إِلَى آبَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۲۲)

یعنی، ایک دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعا اور موقوفا ایک روایت.

۱۹۔ المنجد ص ۲۴۰ پر ہے الدعموص کا معنی یہ بیان کیا: پانی کا سیاہ کیڑا جو تالابوں میں کمی ہو جانے پر ظاہر ہوتا ہے اور عوام اس کو: البلعط کہتے ہیں اس کی جمع دعامص اور دعامیص آتی ہے۔

۲۰۔ مسند امام احمد، مسند أبی ھریرۃ، برقم: ۸۳۲۴، ۶۴/۴۳

۲۱۔ مرفوع اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سرکار علیہ السلام تک پہنچتی ہو نیز موقوف اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہے۔

۲۲۔ البعث والنشور للبیھقی، برقم: ۲۱۰، ص: ۱۵۵

نقل کی گئی کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑ پر رہتے ہیں جن کی کفالت و پرورش حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ بچے اپنے والدین کے پاس پہنچ جائیں گے۔

مذکورہ روایت کو امام بیہقی وغیرہ نے مرفوعاً روایت کیا۔

اور مذکورہ روایت کے مرفوع ہونے کی شاہد وہ روایت ہے جو''صحیح بخاری'' میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک خواب سے متعلق طویل حدیث ارشاد فرمائی اس میں ہے کہ آج کی رات دو آنے والے میرے پاس آئے پھر سرکار علیہ السلام نے طویل حدیث بیان فرمائی اور دونوں فرشتے جو کہ حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام ہیں انہوں نے ان مقامات واحوال کی وضاحت فرمائی جو سرکار علیہ السلام کو دکھائے تھے جو مقامات آپ نے ملاحظہ فرمائے ان میں یہ بھی تھا کہ ایک باغ ہے جس میں ایک دراز قد شخص موجود ہیں اور ان کے اردگرد بچے بیٹھے ہوئے ہیں ان دونوں فرشتوں نے سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی:

وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِى فِى الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الفِطْرَةِ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ المُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَوْلَادُ المُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَوْلَادُ المُشْرِكِينَ (۲۳)

یعنی، جن طویل القامت شخص کو آپ ﷺ نے باغ دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے گرد جو بچے موجود ہیں ان میں ہر بچہ فطرت (دین اسلام) پر فوت ہوا۔ ایک شخص نے سرکار علیہ السلام نے بارگاہ میں عرض کی: کیا ان میں مشرک کی اولاد بھی تھیں، تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! اور اس میں مشرکین کی اولاد بھی تھی۔

۲۳۔ صحیح البخاری، کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، برقم: ۷۰۴۷، ۴۴/۹

فوت شدہ بچوں کی جنت میں غذا

اور تحقیق یہ بات روایت سے ثابت ہے کہ فوت شدہ نابالغ بچے ''طوبیٰ'' نامی درخت سے جنت میں دودھ پیتے ہیں، چنانچہ امام ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں:

وَأخرج ابُن أبی الدُّنیَا فِی العزاء وَابُن أبی حَاتِم عَن خَالِد بن معدان رَضِی الله عَنهُ قَالَ: إِن فِی الُجنَّة شَجَرَة یُقَال لَهُ طُوبَی ضروع کلهَا ترُضع صبیان أهل الُجنَّة وَأنَّ سقط الُمَرُأَة یکون فِی نهر من أنُهَار الُجنَّة یتقلب فِیهِ حَتَّی تقوم الُقِیَامَة فیبعث ابُن أَرُبَعِینَ سنة (٢٤)

یعنی، بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کو ''طوبیٰ'' کہا جاتا ہے وہ درخت تمام کا تمام تھنوں سے بھرا ہوا ہے اہلِ جنت کے بچے اس درخت سے دودھ پیتے ہیں۔ اور بے شک عورت کا کچا بچہ (یعنی ماں کے پیٹ سے نامکمل گر جانے والا) جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ہوتا ہے اور اس میں گھومتا پھرتا ہے یہاں تک قیامت قائم ہو جائے پس اس بچے کو بروز قیامت چالیس سال کا اٹھایا جائے گا۔

اور مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

إن ما بین السقط والهرم، یبعثون أبناء ثلاثین سنة

یعنی، بے شک ناتمام فوت ہونے والا بچہ اور بڑھاپے میں فوت ہونے والا شخص بروز قیامت تیس سال کا اٹھایا جائے گا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أبناء ثلاثة وثلاثین

یعنی، اسے 33 سال کا جوان اُٹھایا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت خالد بن معدان سے روایت کی

٢٤۔ الدر المنثور، ٤/٦٤٥

انہوں نے کہا:

ان فی الجنة شجرة یقال لها : طو بی ، کلها ضروع ، فمن مات من الصبیان الذی یرضعون یرضع من طوبی وحاضنهم ابراهیم علیه السلام (۲۵)

یعنی، بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کو ''طوبیٰ'' کہا جاتا ہے وہ تمام کا تمام تھنوں سے بھرا ہوا ہے پس جو دودھ پیتے بچے فوت ہو جاتے ہیں وہ جنت میں اس درخت سے پیتے ہیں اور ان کی پرورش حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امام خلال نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت عبید بن عمیر سے روایت کی:

إِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً لَهَا ضُرُوعٌ كَضُرُوعِ الْبَقَرِ يُغَذَّى بِهَا وِلْدَانُ الْجَنَّةِ حَتّٰى أَنَّهُمْ لَيَسْتَنُّوْنَ كَاسْتِنَانِ الْبِكَارَةِ (۲۶)

یعنی، بے شک جنت میں ایک درخت ہے اس کے گائے کے تھنوں کی طرح تھن ہیں اہل جنت کے بچے اس درخت سے غذا حاصل کرتے ہیں حتی کہ وہ یوں دانت نکالیں گے جس طرح چھوٹی عمر کے اونٹ کے دانت نکلتے ہیں۔

جنت میں بچے کو دودھ پلانے والی

بعض بچے وہ بھی ہیں جن کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی (دایہ) موجود ہیں جیسے سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جو دودھ چھوڑنے کی عمر سے قبل ہی انتقال فرما گئے تھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ارشاد فرمایا:

أَنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ تُكَمِّلُ رَضَاعَهُ فِی الْجَنَّةِ (۲۷)

ایک اور روایت ''ظئرا'' لفظ آیا ہے جس کا معنی دایہ ہے۔

۲۵۔ الدر المنثور، سورۃ الرعد، تحت الآیۃ:۲۹

۲۶۔ التمهید لما فی الموطا من المعانی والا سانید ،۴/۲۰۸

۲۷۔ مُصنّف عبد الرزاق، برقم :۱۴۰۱۳، ۷/۴۹۴

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ (۲۸)

یعنی، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں دو دودھ پلانے والی ہیں جوان کے دودھ پینے کی مدّت کو پورا کرے گی۔

بچوں کے فوت ہونے پر آنسوؤں بہنا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو ان کی وفات کا وقت قریب تھا، سرکار علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبَّنَا، وَاللهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ (۲۹)

یعنی، آنکھیں آنسوں بہارہی ہیں، دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو راضی کرے، اللہ عزوجل کی قسم اے ابراہیم! بیشک ہم سب تمہارے سبب ضرور غمگین ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يَا إِبْرَاهِيمُ لَوْلَا أَنَّهُ أَمْرٌ حَقٌّ، وَوَعْدٌ صِدْقٌ وأنها سبيلٌ مَأْتِيَّةٌ وَأَنَّ آخِرَنَا سَيَلْحَقُ بِأَوَّلِنَا لَحَزِنَّا عَلَيْكَ حُزْنًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هَذَا (۳۰)

یعنی، سرکار علیہ السلام نے فرمایا: اگر موت امر حق ہے، سچا وعدہ اور ایک ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سے سب نے گزرنا ہے اور ہمارے پچھلوں کو اگلوں سے

۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلك، برقم: ۲۳۱۶، ۱۸۰۸/٤

۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته علیه السلام الصبیان والعیال إلخ، برقم: ۶۲۔(۲۳۱۵)، ۱۸۰۷/٤

۳۰۔ السنن الکبری للبیهقی، کتاب الجنائز، باب الرخصة فی البکاء بلا ندب إلخ، برقم: ۷۱۵۱، ۱۱۵/٤

ملنا نہ ہوتا تو (اے ابراہیم) ضرور ہم تم پر اس سے زیادہ غمگین ہوتے۔

قیامت میں فوت شدہ بچوں کا اپنے والدین کے لیے جام لانا

امام ابن ابی دنیا نے "کتاب العزاء" میں زرادہ بن اوفی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَزّٰى رَجُلًا عَلٰى اِبْنِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ، وَكَانَ ابْنِي قَدْ أَجْزَأَ عَنَّا۔ فَقَالَ: أَيَسُرُّكَ، قَدْ نُشِرَ لَكَ أَوْ يَتَلَقَّاكَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ بِالْكَأْسِ؟ قَالَ: مَنْ لِيْ بِذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَللّٰهُ لَكَ بِهٖ، وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ مَاتَ لَهٗ وَلَدٌ فِي الْإِسْلَامِ

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اس کے بیٹے کی فوتگی پر تسلی دی، تو اس شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں ایک بوڑھا شخص ہوں اور میرا یہ بیٹا ہماری طرف سے مستغنی ہو گیا۔ تو سرکار علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ تمھارے لیے اس کو اٹھایا جائے یا وہ تم کو جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے پاس جام لیئے ملاقات کرے، تو اس نے عرض کی: یہ میرے لیے کون کرے گا؟ تو آقا ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی تمہارے لیے یہ کرے گا اور ہر اس مسلمان کے لیے کرے گا جس کا بچہ اسلام میں فوت ہوا۔

امام ابن ابی دنیا نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ خَرَجَ وِلْدَانُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْجَنَّةِ بِأَيْدِيْهِمُ الشَّرَابُ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ: اِسْقُوْنَا اِسْقُوْنَا۔ فَيَقُوْلُوْنَ: أَبَوَيْنَا أَبَوَيْنَا، حَتّٰى السَّقْطُ مُحْبَنْطِئًا بِبَابِ الْجَنَّةِ يَقُوْلُ: لَا أَدْخُلُ حَتّٰى يَدْخُلَ أَبَوَايَ (۳۱)

یعنی، بروز قیامت مسلمانوں کے بچے اپنے ہاتھوں میں شراب (طہور) لیے نکلیں گے، تو لوگ کہیں گے: یہ ہمیں پلاؤ، ہمیں پلاؤ، تو وہ بچے کہیں گے کہ یہ جام ہم اپنے والدین کو پلائیں گے حتی کہ کچا بچہ جس کا پیٹ پھولا ہوا ہوگا

۳۱۔ التفسیر المظہری، ۶/۴۰۳

جنت کے دروازے پر ہوگا اور کہے گا: میں اس وقت جنت میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ میرے والدین داخل نہ ہو جائیں۔

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مذکورہ مفہوم میں جو حدیث مرفوع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کی اسناد صحیح نہیں وہ باطل ہے اور یہی ابو حاتم الرازی نے کہا۔(۳۲)

حصولِ فضیلت کے لیے بچے کی وفات کی تمنا کرنا

مذکورہ روایت کے مفہوم کہ نابالغ بچے بروز قیامت اپنے والدین کو جام پلائیں گے اسی مفہوم میں حضرت ابراہیم الحربی کا خواب مشہور ہے حتی وہ اپنے بچے کی موت کی تمنا کیا کرتے تھے اور وہ بچہ واقعی بلوغ سے پہلے وفات پا گیا تھا۔ چنانچہ امام بیہقی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن شوذب سے روایت کی کہ ایک شخص جس کا بیٹا بلوغت کو نہیں پہنچا تھا اس نے اپنی قوم کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے تم لوگوں سے ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ میں چاہتا ہوں تم میرے پاس اس بچے کے لیے دعا کرو کہ اللہ عزّ وجلّ اس کی روح قبض فرمالے سب نے آمین کہا پھر اس شخص سے اس دعا کروانے کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے گویا کہ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کیا جا رہا ہے اور تمام لوگوں کو شدید پیاس لاحق ہے پس میں نے دیکھا جنت سے بچے اپنے ہاتھوں میں جام لیے نکل رہے ہیں تب میں نے اپنے بھائی کے بیٹے کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں مجھے بھی ان جام سے پلاؤ تو اس نے کہا: اے میرے چچا میں اسے صرف اپنے والدین کو پلاؤں گا تو اس شخص نے ان لوگوں سے کہا: پس اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ عزّ وجلّ میرے اس بچے کو آگے پہنچا کر میرے لئے سامان کرنے والا بنادے تو اس شخص نے دعا کی لوگوں نے آمین کہا تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا۔

علامہ رجب ابن حنبلی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ اکثر احادیث طیبہ میں تین اور دو

۳۲۔ علامہ ابن رجب علیہ الرحمہ نے روایت ابن عمر کو سند میں خرابی ہونے کی وجہ سے باطل قرار دیا لیکن اس روایت کا مفہوم دیگر اسناد سے ثابت ہے اس کو باطل نہیں کہا کتاب میں مذکور روایتِ عبید بن عمیر پر کوئی اعتراض نہیں۔

بچوں کے فوت ہونے کا ذکر ملتا ہے اور بعض احادیث میں ہے کہ روای کہتے ہیں: اگر ہم سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ایک بچے کا بھی ذکر فرماتے تو ضرور سرکار علیہ السلام ایک کے لئے بھی یہ حکم ارشاد فرماتے، اس کی تخریج امام احمد نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کی۔

وہ حدیث جس میں ایک بچہ کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی صراحۃً فضیلت مذکور ہے اسے امام ترمذی وغیرہ نے عبداللہ ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا حدیث مبارک کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الحِنثَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ، قَالَ: وَاثْنَيْنِ، فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: قَدَّمْتُ وَاحِدًا، قَالَ: وَ وَاحِدًا، وَلَكِنْ إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى (٣٣)

یعنی، جس نے اپنے تین نابالغ بچے آگے بھیجے (یعنی وہ بچے نابالغی میں فوت ہوگئے) تو وہ بچے اس کے لئے مضبوط قلعہ ہوں گے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں دو بچے بھیج چکا ہوں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا: دو بھی۔ پھر حضرت ابی بن کعب نے عرض کی میں ایک بچہ بھیج چکا ہوں، تو سرکار ﷺ نے فرمایا: اور ایک بھی (جہنم سے حفاظت کے لیے مضبوط قلعہ ہوگا)

لیکن یاد رہے یہ فضیلت صرف اوّل صدمے کے وقت صبر کرنے پر حاصل ہوگی۔ (٣٤)

ایک بچے کے فوت ہونے پر صبر کی فضیلت

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِمَا الجَنَّةَ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ ، قَالَتْ: فَمَنْ

٣٣۔ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من قدّم ولدا، برقم: ١٠٦١، ٣/٣٦٧

٣٤۔ اوّل صدمے سے مراد وہ صدمہ ہے جو ابتداء مصیبت کے وقت دل پر طاری ہوتا ہے اسی وقت کا صبر کرنا مصیبت زدہ کے لیے ثواب کے حصول میں معتبر ہے کیونکہ بعد میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مصیبت لوگوں پر بتدریج آسان و ہلکی ہوجاتی ہے (التیسیر بشرح الحامع الصغیر للمناوی، ١/٥٨٥)

لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي (۳۵)

یعنی، میری امت میں جس کے دو بچے نابالغی میں فوت ہو گئے ہوں تو اللہ تبارک وتعالی ان دونوں بچوں کے سبب اس شخص کو داخل جنت فرمائے گا، تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: اور آپ کی امت میں سے جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو؟ فرمایا: میری امت میں سے جس کا ایک ہی بچہ فوت ہوا ہو (اس کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی) اے مُوَفَّقَه یعنی اے امت پر شفقت کرتے ہوئے بھلائیوں میں مدد کرنے والی پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ کی امت میں سے جس کا ایک بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو؟ تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: پس میں اپنی امت کے لیے آگے پہنچ کر آسانیوں کا سامان کرنے والا ہوں کہ میری امت کو میری وفات سے بڑھ کو ہرگز کوئی آزمائش ومصیبت نہیں پہنچے گی۔

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: سرکار علیہ السلام کے مذکورہ قول کے مطابق آپ علیہ السلام کا وہ فرمان مبارک بھی ہے جو آپ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا اس میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

أَنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ (۳۶)

یعنی، میں تمہارے لیے حوض پر پیش رو (آسانیوں کا سامان کرنے والا) ہوں۔(۳۷)

۳۵۔ سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من قدّم ولدا، برقم: ۱۰۶۲، ۳/۳۶۸

۳۶۔ صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب فی الحوض، برقم: ۶۵۷۵، ۸/۱۱۹

۳۷۔ "فرط" عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جو کہیں جانے والی جماعت سے پہلے پہنچ کر اس جماعت کے تمام ضروریات کا انتظام مہیا کیا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں تمام امتیوں کے لیے "فرط" ہوں۔ یعنی تم میں سے پہلے عالمِ آخرت میں پہنچ کر تمہاری شفاعت اور تمہاری مغفرت کا تمہارے آنے سے پہلے ہی انتظام کروں گا (منتخب حدیثیں، ص ۱۷۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

علامہ رجب حنبلی علیہ الرحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ فرمان اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ آپ علیہ السلام اپنے امتیوں کو حوض کوثر کی طرف آگے بڑھائیں گے اور حوض تک پہنچائیں گے اور ان کا حوض کے پاس انتظار فرمائیں گے۔

فرط سے مراد اور اس کی فضیلت

حدیث مرسل جسے امام ابن ابی دنیا نے روایت کیا اس میں ہے سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من مات ولم يقدم فرطا لم يدخل الجنة الا تصريدا، فقيل: يا رسول الله! وما الفرط؟ قال: الولد وولد الولد، والأخ يؤاخيه فى الله فمن لم يكن له فرط، فأنا له فرط

یعنی: جو اس حال میں مرگیا کہ اس نے کسی فرط کو آگے نہ بھیجا تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا مگر پیاسا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ''فرط'' کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''فرط'' سے مراد اولاد ہے اور اولاد کی اولاد ہے اور وہ بھائی ہے جس کو اس نے اللہ کے لئے بھائی بنایا پس جس کے لئے کوئی فرط نہ ہو تو میں اس کے لئے فرط (آسانیوں کا سامان کرنے والا) ہوں۔

فوت شدہ بچوں کی برکت سے میزان عمل کا وزنی ہونا

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ایک طویل خواب میں یہ بھی ہے:

وَرَاَیْتُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِیْ خَفَّ مِیْزَانُہٗ ، فَجَاءَتْہُ اَفْرَاطُہُ الصِّغَارُ فَثَقَّلُوْا مِیْزَانَہٗ (۳۸)

یعنی، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہے پس جب میزان پر اس کے چھوٹے بچے آئے تو انھوں نے میزان میں نیکیوں کے پلڑے کو وزنی کر دیا۔

حضرت داؤد بن ابی ہند رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے ایک خواب

۳۸۔ جمع الجوامع للسیوطی، حرف الھمزۃ، برقم :۳۳۸۶

دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگوں کو حساب کے لے بلایا جا رہا ہے تو میں بھی میزان کی طرف بڑھا؛ پس میری نیکیوں کو ایک پلڑے میں اور برائیوں کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا تو میری برائیوں کا پلڑا نیکیوں والے پلڑے سے بھاری ہو گیا، فرماتے ہیں؛ میں غمگین و پریشان تھا کہ اچانک رومال کی طرح یا سفید کپڑے کے ٹکڑے کی طرح ایک چیز کو لایا گیا اور میری نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا گیا جبھی میری نیکیوں والا پلڑا گناہوں کے پلڑے سے بھاری ہو گیا: پھر مجھ سے کہا گیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو مجھ سے کہا گیا؛ یہ تمھارا وہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ناتمام گر گیا تھا. حضرت داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں، میں نے عرض کی: بے شک دنیا میں تو میری ایک چھوٹی بچی تھی جو بچپن میں فوت ہو گئی تھی۔ تو مجھ سے کہا گیا، وہ تمہارے لیے نہیں ہے کیونکہ تم اس کی موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔

علامہ رجب حنبلی علیہ الرحمہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس واقعہ میں اس طرف ارشارہ ہے کہ میزان عمل میں صرف وہ ہی عمل (زیادہ) وزن دار ہو گا جو نفس پر مصائب و پریشانیوں کی وجہ زیادہ گراں و شاق گزرتے ہیں اور بہر حال جس نے اپنی اولاد کی موت کی تمنا کی، اور یہ بات اس پر گراں و شاق نہ ہو تو اس کے سبب اس کا میزان عمل وزنی نہ ہو گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بچے کا فوت ہونا

حضرت ابو عبد اللہ زید بن اسلم عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا تو آپ علیہ السلام اس کے سبب بہت غمگین ہو گئے تو اللہ تبارک وتعالی نے آپ کی طرف وحی فرمائی؛ تم کس چیز کے ساتھ اس کا فدیہ دیتے؟ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض؛ زمین بھر سونے کے ساتھ تو اللہ عز وجل نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تمہارے لیے میرے پاس زمین بھر اجر موجود ہے۔ (۳۹)

اور ایک روایت میں اس طرح ہے: اے داؤد (علیہ السلام) تم اس بچے کو اپنے نزدیک کس چیز کے برابر قرار دیتے تھے؟ تو آپ نے عرض کی؛ میں اپنے بچے کو اپنے نزدیک زمین بھر سونے کے برابر قرار دیتا تھا۔ تو اللہ عز وجل کی طرف سے ارشاد ہوا: میری بارگاہ میں

۳۹۔ احیاء العلوم الدین، بیان اقاویلھم عند موت الولد، ۴/۴۸۹

تمہارے لیے بروز قیامت زمین بھر ثواب ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پاکی ہے اس ذات کے لیے جس کی نعمتوں کو اس کے بندے شمار نہیں کر سکتے اور کبھی ایسا ہوتا ہے اللہ عزوجل کی نعمتوں میں ایسی نعمتیں بھی ہوتی ہے جن میں نفس کے لیے ناگواری و تنگی ہوتی ہے مگر یہ نعمتیں ان نعمتوں سے بڑی اور عظیم ہوتی ہیں جن میں خوشی اور سرور پایا جاتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

إذا مسّ بالسّراء عمّ سرورها وإن مسّ بالضراء أعقبها الأجر

وما فيها إلّا لـه فيه نعمة تضيق بها الأوهام والبرّو البحر

(۱) یعنی جب بندے کو کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو اس کا سرور چھا جاتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اللہ عزّ وجل اسے اجر کی صورت میں اچھا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

(۲) اور خوشی و غمی میں بندے کے لیے ایسی نعمت ہے جس کے سبب تصورات، خشکی و سمندر تنگ ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مؤمن کے دو گھر ہیں ایک وہ ہے جس سے اس کو کوچ کرنا ہے اور ایک وہ گھر جس کی طرف اس کو منتقل ہونا ہے اور اس میں رہنا ہے اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ عارضی گھر یعنی دنیا سے دائمی گھر یعنی اُخرت کی طرف لوٹ جائیگا تا کہ وہ بعض ان چیزوں کے ساتھ بھی دائمی گھر (جنت) میں آباد ہو جائے جو اس عارضی گھر (دنیا) میں دی گئی تھیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندے کی ناپسندیدگی کے باوجود اس سے کوئی ایسی چیز لے لی جاتی ہے کہ جسکے ساتھ اس کی آخرت کو آباد کر دیا جاتا ہے اور اس چیز کے سبب اس بندے کی دائمی سکونت اور بھلائی کو مکمل کر دیا جاتا ہے اور دار آخرت کی طرف بندے کے لیے ان چیزوں کو بھیج دیا جاتا ہے جو اس کو دنیا میں اپنے اہل وعیال و مال واولاد میں سے محبوب ہوتی ہے اور یہ چیزیں آخرت میں اس بندے کے لیے پہلے پہنچ جاتی ہیں تا کہ اُخروی اشیاء ان اشیاء پر مقدم ہو جائیں جو اسے دنیا میں اہل و مال واولاد میں سے محبوب ہوتی ہیں اگرچہ بندۂ مؤمن کو ان سب باتوں کا شعور نہیں ہوتا۔

پس جدائی نہیں ہوتی مگر یکجا کرنے کے لیے اور کسی چیز کو لیا نہیں جاتا مگر لوٹانے کے

لیے اور اشیاء کا سلب نہیں ہوتا مگر ہبہ کرنے کے لیے اور عاریۃً دی ہوئی اشیاء کو واپس نہیں لیا جاتا مگر ایسی مکمل تملیک کے ساتھ لوٹانے کے لیے کہ جس کے بعد واپسی کا مطالبہ نہیں ہو۔

حضرت حسن کی مرسل احادیث میں ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا:

لَأَنْ أَمُوتَ قَبْلَ أَخِي أَحَبُّ إِلَيَّ ۔ فَقَالَ : لَأَنْ يَكُونَ لَكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَهُ

یعنی، مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے بھائی سے پہلے انتقال کر جاؤں تو سرکار علیہ السلام نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: ہوسکتا ہے جو چیز تمہیں زیادہ پسند ہو وہ تمھارے بھائی کو حاصل ہو جائے (یعنی اس کا انتقال تم سے پہلے ہو جائے)۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں (صحابہ کو) یہ بات معلوم تھی کہ (آخرت میں کام آنے والا) ان کے اہل میں سے کوئی نہیں مگر وہی جسکو انہوں نے پہلے آگے بھیج دیا (یعنی جوان سے پہلے انتقال کر گیا) اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ نے فرمایا اور اسی مذکورہ کلام کے موافق وہ حدیث ہے جس میں فرمایا: رقوب وہ ہے جس نے کسی بچے کو آگے نہیں بھیجا (یعنی جس کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو)۔

پاکی ہے اس ذات کے لیے جس نے اپنے بندوں پر انہیں مال واولاد دے کر انعام کیا پھر ان میں سے بعض کو بندے کے ناگوار سمجھنے کے باوجود واپس لے لیا اور اس کے عوض انہیں درود، رحمت اور ہدایت عطا فرمائی اور یہ چیزیں ان اشیاء سے افضل وعظیم ہیں جو اس سے لی گئی تھیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

عطيته إذا أعطى سرورا ۔۔۔ وإن أخذ الذى أعطى أثابا

فأى النعمتين أجل قدرا ۔۔۔ وأحمد فى عواقبها مآبا

أرحمته التى جاءت بكره ۔۔۔ أم الأخرى التى جلبت ثوابا

بل الأخرى وإن نزلت بضر ۔۔۔ أجل لفقد من صبر احتسابا

(۱) یعنی جب اللہ عزّ وجلّ خوشی وسرور عطا فرمائے تو اس کی نعمت ہے اور اگر دی ہوئی

نعمت کو واپس لے لے تو ثواب عطا فرماتا ہے

(۲) پس دونوں نعمتوں میں سے (یعنی نعمت دنیا اور سلب کردہ نعمت پر عطا کردہ ثواب میں سے) کونسی نعمت رتبے کے اعتبار سے عظیم و بڑی ہے اور میں اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہے نعمتوں کے انجام کے معاملے میں اسکی طرف توبہ ورجوع کرتا ہو۔

(۳) کیا اللہ کی رحمت وہ چیز ہے جو بندہ مؤمن کے پاس ناگواری لے کر آتی ہے یا سلب کردہ نعمت بڑی رحمت ہے جو بندے کے لیے اُخروی ثواب لے آتی ہے۔

(۴) بلکہ دوسری نعمت شمار کے اعتبار سے زیادہ عظیم ہے اگرچہ وہ (دنیا کے تھوڑے) نقصان کے ساتھ ملتی ہے، جو بندہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو وہ نقصان بھی ختم ہوجاتا ہے۔ و الحمد للّٰہ وحدہ و صلّی اللّٰہ و علی سیّدنا محمّد وآلہ و صحبہ و سلّم تسلیماً کثیراً

علامہ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمتہ کے مذکورہ قول کی دلیل یہ آیات کریمہ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (۴۰)

ترجمہ کنز الایمان: کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (۴۱)

اللّٰهم و فقنا لما تحب و ترضى، واجعل هذا الكتاب مقبولاً عندك و ذخيرة لى فى العقبى، وانفع به عبادك بجاه نبيك المصطفىٰ و بحرمة حبيبك المرتضىٰ۔ صلوات الله و سلامه عليه وعلى عباده الذين اصطفى

۴۰۔ البقرۃ: ۲/۱۵۶۔۱۵۷

۴۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنا رحمتِ الٰہی کا سبب ہے یہ بھی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ گناہ کا کفارہ بناتا ہے۔

مآخذ ومراجع

۱۔ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبی نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهانی، المتوفّی ۴۳۰ھ، الناشر :السعادة - بحوار محافظة مصر، ۱۳۹۴ھـ۱۹۷۴م

۲۔ الدّرّ المنثور لعبد الرحمن بن أبی بكر جلال الدّين السّيوطی المتوفّی :۹۱۱ھـ الناشر:دار الفكر، بيروت

۳۔ سنن ابن ماجة للامام أبی عبدالله محمد بن يزيد القزوينی المتوفّی ۲۵۷ھ، بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر:دار أحياء الكتب العربيّة، بيروت

٤۔ سنن الترمذی للامام محمّد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذی، أبو عيسى المتوفّی :۲۷۹ھ، بتحقيق أحمد محمد شاكر،ومحمد فؤاد عبد الباقی، و إبراهيم عطوة عوض المدرس فی الأزهر الشريف، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی، مصر، الطبعة الثانية:۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵م

۵۔ سنن النسائی لأبی عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی، النسائی المتوفی ۳۰۳ھ، بتحقيق عبد الفتّاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية۔ حلب، الطبعة الثانية:۱٤۰٦ھـ ۱۹۸٦م

٦۔ سنن أبی داود لأبی داوٗد سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی المتوفّی:۲۷۵ھ بتحقيق محمّد محيی الدين عبد الحميد، الناشر : المكتبة العصرية، صيدا، بيروت

۷۔ السنن الكبرى لأبی عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علی الخراسانی، النسائی المتوفّی ۳۰۳ھ، بتحقيق حسن عبد المنعم شلبی الناشر: مؤسسة الرسالة ، بيروت، الطبعة الأولى:۱٤۲۱ھـ ۲۰۰۱م

۸۔ السنن الكبرى لأحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی أبو بكر البيهقی المتوفّی :٤۵۸ھـ بتحقيق :محمد عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثالثة :۱٤۲٤ھـ۲۰۰۳م

۹۔ شعب الإيمان لأحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البيهقی المتوفی :٤۵۸ھ، بتحقيق الدكتور عبد العلی عبد الحميد حامد، الناشر :مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية بيومبای بالهند، الطبعة الأولى:۱٤۲۳ھـ۲۰۰۳م

١٠۔ صحیح البخاری للأمام أبی عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم البخاری المتوفّی ٢٥٦ھ، بتحقیق :محمد زھیر بن ناصر النّاصر، الناشر:دارطوق النّحاة،الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ

١١۔ صحیح مسلم للأمام أبی الحسین مسلم بن الحجّاج القشیری النّیسابوری المتوفّی:٢٦١ھ، بتحقیق محمد فؤاد عبدالباقی، الناشر :دار أحیاء التّراث العربیّ ،بیروت

١٢۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر لزین الدّین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدّادی ثم المناوی القاھری المتوفّی:١٠٣١ھ، بتحقیق احمد عبد السّلام، الناشر: دار الکتب العلمیّة، بیروت، الطبعة: ١٤٢٢ھ ۔ ٢٠٠١م

١٣۔ المستدرك علی الصحیحین، لأبی عبد اللّٰہ الحاکم محمّد بن عبد اللّٰہ بن محمّد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطھمانی النّیسابوری المعروف بابن البیع، المتوفّی: ٤٠٥ھ، بتحقیق مصطفی عبد القادر عطا،الناشر:دار الکتب العلمیة، بیروت،الطبعة الأولی:١٤١١ھ۔ ١٩٩٠م

١٤۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل لأبی عبد اللّٰہ أحمد بن محمّد بن حنبل بن ھلال بن أسد الشیبانی المتوفّی :٢٤١ھ بتحقیق شعیب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون،الناشر : مؤسسة الرسالة، الطّبعة الأولی:١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

١٥۔ المصنّف لأبی بکر عبد الرّزّاق بن همّام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی المتوفّی:٢١١ھ، بتحقیق حبیب الرّحمن الأعظمی الناشر: المکتب الإسلامی، بیروت الطبعة الثانیة١٤٠٣ھ

١٦۔ المعجم الأوسط لسلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی أبی القاسم الطبرانی، المتوفّی:٣٦٠ھ، بتحقیق طارق بن عوض اللّٰہ بن محمد، عبد المحسن بن إبراھیم الحسینی، الناشر: دار الحرمین، القاھرة

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دار الافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دار الافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا

آن لائن فتویٰ کے حصول کیلئے darulifta.alnoor@gmail.com پر رابطہ کریں